اَلْاَدَبُ فِیْ رَجَبٍ

ترجمہ بنام

فضائلِ رجب

تصنیف

امام علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری

متوفی ۱۰۱۴ھ

ترجمہ و تخریج

علامہ محمد عرفان طریقتی صاحب

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

اَلْاَدَبُ فِیْ رَجَبٍ

فضائلِ رجب

اَلْاَدَبُ فِیْ رَجَبٍ

الحمد للّٰہ الذی خلق الکائنات علی ھیئات متباینات، فاظھر الفضل فی مابین أفرادھا ظاھرات ومعاینات، حتی فی الامکنۃ والازمنۃ وسائر الاشیاء الحادثۃ من العلویات والسفلیات وما ذاك الا بحسب التجلیات الواردۃ وفق الاسماء والصفات وأفضل الصلوات وأکمل التحیات علی سیّد الموجودات وسند المخلوقات وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وجندہ وحزبہ الطاھرین والطاھرات وسائر المؤمنین والمؤمنات: أما بعد:

حرم ربی کا ملتجی علی بن سلطان محمد القاری کہتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے اپنے لطف خفی اور فضل وکرم کا معاملہ فرمائے۔

ماہ رجب حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے

اللہ جل مجدۃ الکریم نے اپنی عظیم وقدیم کتاب لاریب قرآن مجید برہان رشید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط (التوبہ،آیت:۳۶)

بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں جس دن سے اس نے آسمان کو پیدا فرمایا ہے ان (مہینوں سے) چار حرمت والے ہیں۔

چار حرمت والے مہینے یہ ہیں:

۱-رجب، ۲-ذوالقعدہ، ۳-ذوالحجہ، ۴-محرم

ان میں سے ایک الگ اور تین مہینے اکٹھے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اکٹھے آتے ہیں اور رجب کا مہینہ الگ طور پر آتا ہے۔ حرمت والے مہینے میں اعمال صالحہ میں اضافہ اور ظلم ومصیبت سے پرہیز کرنا!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (سورۃ التوبہ:۳۶)

یہ مستقیم دین ہے۔ سو تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

یعنی پورے سال کے مہینوں میں عموماً اور حرمت والے مہینوں میں خصوصاً گناہ اور ترک طاعت کر کے خود پر ظلم نہ کرو، حضرت قتادہ فرماتے ہیں:

العمل الصالح اعظ اجرًا فی الاشھر الحرم والظلم فیھن اعظم من الظلم فیما سواھن وان کان الظلم علی کل حال عظیمًا [۱]

حرمت والے مہینوں میں نیک عمل کا اجر بڑھ جاتا ہے اور ظلم وگناہ باقی مہینوں کی نسبت بڑا گناہ ہو جاتا ہے اگرچہ ظلم بہرحال (ہر وقت ہی) گناہ ہے۔

حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنا:

حرمت والے مہینوں میں جنگ وقتال کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، ایک قوم کا کہنا ہے کہ پہلے حرام تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ" (التوبہ، آیت:۳۶) (تم مشرکوں سے کھلی لڑائی کرو

[۱] معالم التنزیل، جلد:۳، صفحہ:۴۵

جس طرح وہ تم سے لڑائی کرتے ہیں) کے سبب منسوخ ہو گیا۔ گویا کہ (اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے) ان مہینوں میں لڑو یا ان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں۔

یہ قول حضرت قتادہ، عطا خراسانی، امام زہری اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہم کا ہے۔ یہ لوگ اپنی دلیل کے طور پر یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے ساتھ جنگ کی اور شوال اور ذوالقعدہ کے چند دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا۔

دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہے، ابن جریج نے کہا:

حلف باللّٰہ عطاء بن ابی رباح ما یحل للناس أن یغزوا فی الحرم وفی الاشھر الحرم الا أن یقاتلوا فیھا، وما نسخت۔[۲]

عطا بن ابی رباح نے قسم اٹھا کر کہا کہ لوگوں کے لئے حرم شریف اور حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنا حلال نہیں جب تک کہ ان سے جنگ (میں پہل) نہ کی جائے اور حکم منسوخ نہیں ہوا۔ جیسا کہ "المعالم التنزیل" میں ہے۔[۳]

ہمارے علماء (احناف) میں سے صاحب مدارک نے ذکر کیا ہے:

ہمارے (یعنی احناف) کے نزدیک حرمت والے مہینوں میں جنگ کی جا سکتی ہے لیکن حرم شریف میں تب تک نہیں ہو سکتی جب تک مشرک پہل نہ کریں۔

اس عبارت کا معنی یہ ہے کہ ہم مشرکوں سے حرم شریف میں قتال نہیں کرتے جب تک کہ وہ خود ابتداء نہ کریں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْهِ ج" (البقرہ، آیت:۱۹۱) (اور ان سے مسجد حرام میں جنگ نہ کرو جب تک کہ وہ تم سے جنگ کرنے میں پہل نہ کریں) اگرچہ اللہ تعالیٰ

[۲] التفسیر الطبری، حدیث نمبر:۳۵۳۱۲، نواسخ القرآن لابن الجوزی، صفحہ:۴۳

[۳] معالم التنزیل، جلد:۳، صفحہ:۴۵

کے فرمان "وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ" (تم انہیں قتل کرو جہاں پاؤ) کا ظاہر ہر جگہ قتل کرنے کو مباح قرار دیتا ہے لیکن پہلی آیت سے حرم شریف میں قتال نہ کرنے کا حکم خاص ہو گیا مگر اس وقت جب وہ (مشرک) خود ابتداء کریں۔ اسی طرح شرح التاویلات میں ہے۔

رجب شروع ہونے کی دعا

امام بیہقی، ابن عساکر اور ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب ماہ رجب شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان۔[۴]

اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ماہِ رمضان تک پہنچا۔

رجب کا معنی اور اس کے (دیگر) اسماء

جان لو کہ "رجب" اکثر نحویوں کے نزدیک منصرف ہے اور یہی ظاہر ہے۔ کیونکہ یہ "رجب فلانا" سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے "هابه وعظمه" یعنی اس نے تعظیم کی۔

عرب کے لوگ اس مہینے کی تعظیم کیا کرتے تھے اس لئے اس کو رجب کہا جاتا ہے اور اسی لئے اس کو "رجب المرجب" بھی کہا جاتا ہے۔

اس مہینے کو "رجب الاصم" بھی کہا جاتا ہے (اصم کا معنی بہرہ ہے) کیونکہ اس مہینے میں "یاقوماہ" (اے قوم) اور "یا صباحاہ" کی آوازیں نہیں سنائی دیتی ہیں اور نہ ہی اس مہینے میں اسلحوں کی کھٹک سنائی دیتی ہیں۔ امام بیہقی نے سیّدہ عائشہ سے روایت کیا اور کہا ہے کہ مرفوعاً یہ روایت منکر ہے۔

---

[۴] مسند البزار، جلد:۱، صفحہ:۲۹۴-۲۹۵، الموضح للخطیب، جلد:۲، صفحہ:۴۷۳، التدوین للرافعی، جلد:۳، صفحہ:۴۳۳، المعجم الاوسط للطبرانی، جلد:۳، صفحہ:۴۰

ان رجبا شهر الله، يدعى الاصم، وكان أهل الجاهلية اذا دخل رجب يعطلون أسلحتهم ويضعونها فكان الناس يأمنون وتامن السبل ولا يخافون بعضهم بعضاً حتى ينقضي۔[۵]

بے شک رجب اللہ کا مہینہ ہے اور اسے ''اصم'' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو اہل جاہلیت اپنے اسلحہ کو سنبھال کر رکھ دیتے تھے اور لوگ اس مہینے میں پر سکون اور پر امن ہو جاتے تھے اور کسی کو دوسرے کا کوئی خوف نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ یہ مہینہ گزر جاتا تھا۔

اور جو یہ مشہور ہے کہ اس کو ''رجب الأصب'' بھی کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ اس مہینے میں رحمت الٰہی برسائی جاتی ہے اور نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، میں (علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کسی لغت کی کتاب میں نہیں پڑھا۔

علامہ ابو الفتح ابن ابی الفوارس نے اپنی امالی میں حضرت حسن بصری سے مرسلاً ذکر کیا ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

کیا رجب کے روزہ کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت ہے؟

ماہ رجب میں روزہ کی فضیلت میں ضعیف احادیث آئی ہیں جو کثرت طرق کی بنا پر قوی ہو جاتی ہیں، حالانکہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی معتبر اور مفید ہوتی ہے۔

(۱)...... ان رجبا شهر عظيم تضاعف فيه الحسنات، من صام يومًا منه، كان كصيام سنة۔[۶]

بے شک رجب عظیم مہینہ ہے اس میں نیکیوں (کا اجر) دگنا ہو جاتا ہے

---

۵ مسند الفردوس، حدیث نمبر: ۳۲۷۵، کنز العمال، حدیث نمبر: ۳۵۱۶۷

۶ المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۵۵۳۸، الترغیب والترہیب للصبہانی، حدیث نمبر: ۱۸۲۲

جس نے اس مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھا ایسے ہی ہے جیسے ایک سال کا روزہ رکھا۔

(۲)......عن ابن عباس رضی اللہ عنهما صوم اول يوم من رجب كفارة ثلاث سنين والثانی كفارة سنتين والثالث كفارة سنة ثم كل يوم شهر۔[۷]

حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے۔ رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے، دوسرے دن کا روزہ دو سال کا اور تیسرے دن کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے اور اس کے بعد ہر دن ایک مہینے کا کفارہ ہے۔

(۳)...... عن أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنة نهرًا يقال له رجب، ماؤه أشد بياضًا من اللبن وأحلى من العسل، من صام يومًا من رجب سقاه الله من ذالك النهر۔[۸]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ جنت میں ایک نہر ہے جس کو رجب کہا جاتا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے

---

۷ کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۴۲۶۱

۸ المجروحین لابن حبان، جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۸، الواھیات لابن الجوزی، جلد: ۲، صفحہ: ۵۵۵، التدوین للرافعی، جلد: ۱، صفحہ: ۱۶۴-۱۶۵، اتحاف السادۃ المتقین، جلد: ۱۰، صفحہ: ۵۳۳، الترغیب للاصبہانی، حدیث نمبر: ۱۸۲۰، الامالی للشجری، جلد: ۲، صفحہ: ۹۳

خاتمۃ الحفاظ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تبیین العجب" میں فرماتے ہیں: اس حدیث پر من گھڑت ہونے کا حکم لگانے پر موافقت نہیں ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الحاوی للفتاویٰ" صفحہ: ۴۱۹ پر فرماتے ہیں: یہ ضعیف کی اقسام میں سے ہیں جن کو فضائل میں روایت کرنا جائز ہے۔

زیادہ میٹھا ہے جس نے رجب کا ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے اس نہر سے پانی پلائے گا۔

(۴)......عن ابن عمر من صام أول يوم من رجب عَدَلَ ذٰلِكَ بصيام سنة، ومن صام سبعة أيام، أغلق عنه سبعة أبواب النار، ومن صام من رجب عشرة أيام نادىٰ مناد فى السماء أن تعطه۔[9]

حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے۔ جس نے رجب کا پہلے دن کا روزہ رکھا تو یہ پورے سال کے روزوں کے برابر ہے۔ اور جس نے سات روزے رکھے اس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے گئے اور جس نے رجب کے ساتھ روزے رکھے تو آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے سوال کر تجھے عطاء کیا جائے گا۔

(۵)...... عن أبى ذر مرفوعًا: من صام يومًا من رجب عدل صيامه شهرًا، ومن صام منه سبعة أيام، غلقت عنه أبواب الجحيم السبعة ومن صام منه ثمانية أيام فتحت له أبواب الجنة الثمانية، ومن صام منه عشرة أيام بدلت سيئاته حسنات، ومن صام منه ثمانية عشر يومًا نادى مناد أن الله قد غفرلك ما مضى، فاستأنف العمل۔[10]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رجب (کے ایک دن کا) روزہ رکھا تو یہ مہینہ بھر روزوں کے برابر ہے اور جس نے سات دنوں کے روزے رکھے اس پر

---

[9] کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۴۲۶۲

[10] تاریخ بغداد للخطیب، جلد: ۸، صفحہ: ۳۳۱، الموضوعات لابن الجوزی، جلد: ۲، صفحہ: ۲۰۷

جہنم کے سات دروازے بند ہو گئے اور جس نے آٹھ روزے رکھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے گئے۔ اور جس نے دس روزے رکھے اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا اور جس نے اٹھارہ روزے رکھے تو پکارنے والا پکارتا ہے تیرے گذشتہ گناہوں کو معاف کر دیا گیا اب نئے اعمال شروع کر۔

(۶)......عن أنس مرفوعًا: من صام يومًا من رجب كان كصيام سنة، ومن صام سبعة أيام، غلقت عنه سبعة أبواب جهنم ومن صام ثمانية أيام فتحت له ثمانية أبواب الجنة، ومن صام عشرة أيام لم يسأل الله شيئًا الا أعطاه ومن صام خمسة عشر أيام نادى مناد من السماء: قد غفرت لك ماسلف فاستأنف العمل قد بدلت سيئاتك حسنات.

وفي رجب حمل نوح عليه السلام في السفينة فصام نوح وأمر من معه أن يصوموا وجرت بهم السفينة ستة أشهر الى أخر ذالك لعشر خلون من المحرم۔[۱۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا تو سال بھر روزے رکھنے کے برابر ہے اور جس نے سات دن کے روزے رکھے اس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے گئے اور جس نے آٹھ روزے رکھے اس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے گئے اور جس نے دس روزے رکھے وہ اللہ سے جو مانگے گا ضرور عطاء ہو گا

[۱۱] کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۴۲۶۴

اور جس نے پندرہ روزے رکھے تو آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے تیرے پچھلے سب گناہوں کو معاف کر دیا گیا اور نئے سرے سے عمل شروع کر بے شک تیرے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیا گیا۔

اور رجب کے مہینے میں نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور آپ نے روزہ رکھا اور اپنے ساتھیوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ آپ کی کشتی محرم کی دس تاریخ یعنی چھ ماہ تک لے کر ان کو بہتی رہی۔

(۷)......رجب شهر عظيم يضاعف الله فيه الحسنات فمن صام يومًا من رجب فكأنما صام سنةً، ومن صام سبعة أيام، غلقت عنه سبعة أبواب جهنم ومن صام منه ثمانية أيام فتحت له ثمانية أبواب الجنة، ومن صام منه عشرة أيام لم يسأل الله شيئًا الا أعطاه ومن صام منه خمسة عشر أيام نادى مناد من السماء: قد غفر الله لك مامضى فاستانف العمل ومن زاد زاده الله۔

سعید بن ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رجب عظیم الشان مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کا اجر میں اضافہ فرما دیتا ہے لہٰذا جس نے رجب میں ایک دن روزہ رکھا گویا اس نے پورا سال روزے رکھے اور جس نے سات دن کے روزے رکھے اس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے گئے اور جس نے آٹھ روزے رکھے اس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے گئے اور جس نے دس روزے رکھے وہ اللہ سے جو مانگے گا ضرور عطاء ہوگا اور جس نے پندرہ روزے رکھے تو آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے تیرے پچھلے سب گناہوں کو معاف کر دیا گیا اور اب نئے

سرے سے عمل شروع کر۔ اور (جو عمل میں) زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس (کے اجر) میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

رجب میں نوح علیہ السلام کو اللہ نے کشتی میں سوار فرمایا تو آپ نے رجب کا روزہ رکھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کشتی ان کو لے کر چھ مہینے تک گھومتی رہی اور اس کا اختتام ۱۰ محرم (یوم عاشورہ) کو ہوا کشتی کو جودی پہاڑ پر اتارا گیا تو نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم اور تمام جانوروں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا۔

اور عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو چاک کیا اور عاشورہ کے روز ہی حضرت آدم اور حضرت یونس علیہما السلام کے شہر والوں کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

(۸)...... عن سلمان الفارسي مرفوعًا: في رجب يوم وليلة، من صام ذالك اليوم وقام تلك الليلة كان كمن صام الدهر مئة سنة، وقام مئة سنة وهو لثلاث بقين من رجب وفيه بعث الله تعالى محمدًا۔[۱۲]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رجب کے مہینے میں ایک دن اور رات (خاص ہے) جس نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس رات کو قیام کیا تو ایسے ہے جیسے سو سال تک روزے رکھے اور سو سال تک قیام کیا۔ اور یہ رجب کی ستائیسویں شب ہے اور اسی رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث کیا گیا۔

(۹) عن أنس رضي الله عنه مرفوعًا: من صام ثلاثة

۱۲۔ شعب الایمان للبیہقی، جلد ۲، صفحہ ۲۱۱۹، مسند الفردوس، جلد ۳، صفحہ ۱۴۲، تنزیہ الشریعۃ لابن عراق، جلد ۲، صفحہ ۱۶۱، الفوائد المجموعۃ للشوکانی، صفحہ ۴۳۹، اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۵، صفحہ ۲۰۶

أيام من شهر حرام، الخميس والجمعة والسبت كتب له عبادة سنتين۔ [۱۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس نے حرمت والے مہینے میں تین روزے رکھے جمعرات، جمعہ اور ہفتہ اس کے لئے دو سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔

(۱۰)......وعنه أيضًا من صام في كل شهر حرام الخميس والجمعة والسبت كتبت له عبادة سبع مئة سنة۔ [۱۴]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے کسی بھی حرمت والے مہینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھا اس کے لئے نو سو سال ۹۰۰ کی عبادت لکھی جاتی ہے۔

اس مہینے میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا کیا معنی ہے؟

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ [۱۵] اس کا مطلب ہے کہ اس کے وجوب کا اعتقاد رکھ کے روزہ رکھنا ممنوع ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔

ماہ رجب میں استغفار

عن علي رضي الله عنه مرفوعًا: أكثروا من الاستغفار في

۱۳ المعجم الاوسط للطبرانی، جلد:۲، صفحہ:۴۶۹، الواھیات لابن الجوزی، حدیث نمبر:۹۱۱، الجواہر المکللۃ فی الاحادیث المسلسلۃ، حدیث نمبر:۵، المناہل السلسلۃ فی الاحادیث المسلسلۃ، صفحہ:۱۲-۱۳-۷، اتحاف السادۃ المتقین، جلد:۴، صفحہ:۲۵٦

۱۴ تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد:۵، صفحہ:۳۹۷، کنز العمال، حدیث نمبر:۲۴۱۷۳

۱۵ السنن لابن ماجہ، حدیث نمبر:۱۷۴۳، المعجم الکبیر للطبرانی، جلد:۱۰، صفحہ:۳۴۸، الواھیات لابن الجوزی، حدیث نمبر:۹۱۳

شهر رجب فان لله في كل ساعة منه عتقاء من النار۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں ماہ رجب میں استغفار کی کثرت کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہر ساعت میں لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

اور میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ اس مہینے میں کثرت کے ساتھ استغفار کرو اور یہ کلمات کہو:

أستغفر الله ذاالجلال والاكرام من جميع الذنوب والاثام

میں نے علامہ منوفی کو فرماتے ہوئے دیکھا:

"ترغیب المطالب فی اشرف المطالب" کے مصنف نے ایک فائدہ تحریر کیا ہے انہوں نے علامہ کمال الدین دمیری کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے:

من قال في شهر رجب وشعبان أستغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو الحي القيوم وأتوب اليه توبة عبد ظالم لنفسه لايملك لنفسه موتًا ولا حياتًا ولا نشورًا سبع مرات أوحى الله تعالى الى الملكين الموكلين به أن حرقا صحيفة ذنوبه۔

جو ماہ رجب اور شعبان میں یہ کلمات نو مرتبہ پڑھتا ہے

أستغفر الله العظيم الذي لا اله الا هو الحي القيوم وأتوب اليه توبة عبد ظالم لنفسه لايملك لنفسه موتًا ولا حياتًا ولا نشورًا۔

[1] مسند الفردوس [illegible] صفحہ ۳۳۳، تذکرۃ الموضوعات، صفحہ ۱۱۶

تو اللہ تعالیٰ اس پر مقرر فرشتوں (نکیرین) کی طرف وحی فرماتا ہے کہ اس کے گناہوں کی کتاب پھاڑ دو۔

(علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس روایت کے ثبوت میں ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ علامہ دمیری نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور اس پر سکوت اختیار کیا اور اگر یہ روایت موضوع ہوتی تو آپ ضرور اسے بیان کرتے کیونکہ آپ اس فن کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔

اور اگر چھانٹ پھٹک کی جائے تو اس حدیث کا کم از کم درجہ ضعیف ہے اور فضائل اعمال میں بالاتفاق حدیث ضعیف بھی قابل عمل ہوتی ہے۔

"المختص" میں ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ اسے دیلمی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔[۱۷]

اور باقی رہی وہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب سے قبل جمعہ کا خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم مہینہ آرہا ہے رجب اللہ کا بہرہ مہینہ ہے اس میں نیکیاں بڑھ جاتی ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور مشکلات کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ حدیث منکر ہے۔

باقی مہینوں کی نسبت رجب کی فضیلت

خوب یاد رکھو کہ مذکورہ تمام ابحاث کا ماحصل یہ ہے کہ ماہ رجب کو باقی مہینوں کی نسبت فضیلت حاصل ہے۔ اور لوگ اس مہینے میں عمرہ کرنے کی کثرت کرتے ہیں اور اسی طرح اس مہینے میں درہم و دینار کی زکوٰۃ نکالنا اور دیگر نیک اعمال کرنا تو اس کے

---

۱۷ مسند الفردوس للدیلمی، جلد:۲، صفحہ:۲۷۵

جواز میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور کسی عالم کا اس مہینے میں روزہ رکھنے سے منع کرنا اور اسے بدعت کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ مخلوق سے حسب طاقت اور حسب استطاعت عبادت مطلوب ہوتی ہے (تو وہ اگر اس مہینے میں عبادت کرے تو کیا غلط ہے؟)

اور علماء کا فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل کرنے پر اجماع ہے اور حقیقت احوال اللہ بہتر جانتا ہے۔

صلاۃ الراغائب

رجب کے پہلے جمعہ مغرب کے بعد بارہ رکعت پڑھنے کا نام ''صلاۃ الرغائب ہے۔ یہ بارہ رکعتیں چھ سلاموں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ القدر اور بارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھتے ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد ۷۰ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف پڑھتے ہیں اور پھر جو چاہے دعا کی جاتی ہے۔ اس حدیث کے رجال مجہول ہیں اور محدثین کی ایک جماعت نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔

شرح صحیح مسلم میں امام نووی رقمطراز ہیں:

علماء نے صلاۃ الراغائب کی کراہت پر اس حدیث پر استدلال کیا ہے:

''جمعہ کی رات کو قیام اور دن کو صیام (روزے) کے لئے خاص نہ کرو۔''[۱۸]

یہ جاہلانہ اور گمراہانہ بدعات میں سے بدعت منکرہ ہے اور اس میں واضح منکرات پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کے گھڑنے والے کو ہلاک کرے۔ ائمہ کرام نے

---

۱۸ الصحیح للبخاری، جلد:۴، صفحہ:۲۳۲، الصحیح للمسلم، جلد:۲، صفحہ:۸۰۱، المسند للاحمد، جلد:۲، صفحہ:۴۹۵، الجامع للترمذی، حدیث نمبر:۷۴۰، تحفۃ الاشراف، جلد:۱۰، صفحہ:۳۵۱، السنن لابن ماجہ، جلد:۱، صفحہ:۵۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد:۴، صفحہ:۳۰۲، شرح معانی الآثار للطحاوی، جلد:۲، صفحہ:۷۸

اس کی قباحت اور اس کو ادا کرنے والے کی گمراہی پر نفیس کتب مرتب کی ہیں۔ اس کی قباحت کے دلائل اور نماز پڑھنے والے کی گمراہی کے دلائل احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ (امام نووی کا کلام مکمل ہوا)[19]

جمعہ کی رات تنہا یا باجماعت نماز پڑھنے والے پر ضلالت اور جہالت کا اطلاق محل بحث ہے، کیونکہ نماز سراسر خیر و بھلائی کا نام ہے اور اگر حدیث کے بارے میں کہا جائے کہ یہ موضوع ہے اور ہم اسے تسلیم بھی کرلیں تو گناہ حدیث وضع کرنے والے پر ہوگا (لیکن اچھی نیت سے) عمل کرنے والے پر کوئی حرج نہیں ہے۔

جمعہ کی رات کو قیام اور دن کو صیام (روزہ رکھنے) کا حکم

جمعہ کی رات کو قیام اور دن کو صیام (روزہ رکھنے) کی کراہت میں علماء کا اختلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی پر محمول ہے۔ اولیٰ یہ ہے کہ تمام راتوں میں عبادت کی عادت بنائی جائے نہ کہ اسے مخصوص وقت میں منحصر کر دیا جائے اور باقی وقت کو ترک کر دیا جائے۔ جامع الاصول میں صلاۃ الرغائب کا معروف طریقہ اور دعاء کی قبولیت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

اس حدیث کو میں نے رزین کی کتاب[20] میں پایا اور صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں نہیں دیکھا اور حدیث کی (اسناد میں) طعن ہے۔[21]

غایت کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

اس (نماز) کے معتبر ہونے کے لئے کافی ہے کہ شیخ ابن الصلاح نے علم حدیث میں اپنی جلالت علمی کے باوجود اس نماز کے جواز کو اختیار کیا ہے۔ اور اسی طرح

---

19 شرح النووی علی مسلم، جلد:۸، صفحہ:۲۰

20 تخریج احادیث الاحیاء، جلد:۱، صفحہ:۲۰۳

21 جامع الاصول، جلد:۶، صفحہ:۱۵۴

حجۃ الاسلام (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) نے الاحیاء[۲۲] میں اور دیگر علماء اور مشائخ نے اپنی کتب میں اس کا جواز ذکر کیا ہے۔

اور کسی شخص کا یہ کہنا کہ یہ نماز چار سو سال کے بعد نکالی گئی ہے[۲۳] تو یہ (چار سو سال بعد نکلنا) اس کے بدعت سیئہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ بے شک نماز کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

رجب کے پہلے جمعہ میں اجتماع اور محافل کا بدعت ہونا

اس رات اجتماع کرنا اور لوگوں کا مل بیٹھنا، اس کی بدعت سیئہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے کیونکہ اس سے مال کا اسراف لازم آتا ہے اور اظہار احوال میں مجوسیوں (آگ کے پجاریوں) سے تشبہ ہوتا ہے۔

رجب میں ہونے والے ناپسندیدہ اعمال

منکرات میں سے عورتوں اور مردوں کا اختلاط، دف بجانا اور رقص کرنا وغیرہ یہ ارباب کمال کے احوال کے منافی ہے۔

شب معراج کی نماز

اس (نماز) کو ہمارے شیخ المشائخ الحافظ امام جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع الکبیر میں ذکر فرمایا:

فی رجب لیلة کتب للعامل فیها حسنات مئة سنة وذٰلك لثلاث بقین من رجب، فمن صلی فیه اثنتی عشرة رکعةً یقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورةً من القرآن یتشهد فی کل رکعتین ویسلم آخرهن ویقول بعد صلاته:

---

۲۲ احیاء علوم الدین، جلد:۱، صفحہ:۲۰۳

۲۳ علامہ طرطوشی نے اس بات کو ذکر کیا ہے۔ الحوادث والبدع، صفحہ:۱۱۶-۱۱۷

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر
مئة مرة ويستغفر مئة مرة ويصلى على النبي صلى الله عليه وسلم مئة مرة ويدعو لنفسه ماشآء من أمر دنياه وآخرته ويصبح صائمًا فان لله يستجيب دعاؤه كله الا أن يدعو في معصيته۔[۲۴]

۲۴ الشعب الایمان للبیہقی، جلد:۱، صفحہ:۱۹، الدر المنثور للسیوطی: جلد:۳، صفحہ:۲۳۶، الجامع الکبیر، حدیث نمبر:۳۵۱۷۰

رجب کے مہینے میں ایک رات ہے جس میں (نیک) عمل کرنے والے کے لئے سو سال کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں یہ رات رجب کی ستائیسویں شب ہے جس آدمی نے اس رات بارہ رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی کوئی بھی سورۃ پڑھی۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا اور نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھا:

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر

پھر سو مرتبہ استغفار پڑھا اور سو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا اور دنیا آخرت میں سے جو چاہا اپنے لئے دعا کی اور صبح کے وقت روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائے۔ بشرطیکہ وہ گناہ کے متعلق کوئی دعا نہ کرے۔

الاحیاء میں اس کے ''صلاۃ لیلۃ المعراج'' ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔

صلاۃ الرغائب کے مقابلے میں معصیت کی تحسین کرنے پر تعجب

اور یہ جو حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کوئی مالکی عالم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو ''صلاۃ الرغائب'' پڑھتے تھے اور ایک قوم کے پاس سے گزرے جو

محرمات (حرام کردہ افعال) پر کار بند تھے۔ تو اس مالکی فقیہ نے نمازیوں کی بجائے عاصیوں کی تحسین کی اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ یہ (گناہگار) جانتے ہیں کہ وہ گناہ کر رہے ہیں تو ہو سکتا ہے وہ توبہ کر لیں لیکن یہ (نمازی) سمجھتے ہیں کہ یہ عبادت کر رہے ہیں اور (یہ توبہ کی طرف) نہیں لوٹیں گے۔

یہ قابل تعجب امر اور عجیب و غریب حکم ہے۔ سبحان اللہ؟ کیا یہ تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ نفس صلاۃ معصیت ہو اور بدعت ہو؟ اگر چہ وہ ایک نئی ہیئت (یا نئے نام پر) ہو (اور اسے اس حد تک گناہ سمجھا جائے) کہ اس کے ادا کرنے والا توبہ کا محتاج ہو حالانکہ وہ یہ نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کا طالب ہے۔

پھر اگر ہر نئے کام کو بدعت کے نام پر قبیح قرار دینے کا باب کھول دیا جائے اور اسے معصیت ثابت کر کے اس کی مذمت اور برائی کرنے کو ترجیح دی جائے تو بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام بھی گناہوں سے دور نہ رہیں گے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر، حسن خاتمہ، کتاب و سنت کی اتباع کی توفیق اور اہل بدعت و ہوا سے حفاظت کا سوال کرتے ہیں اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ (العلق، آیت: ۹-۱۰)

کیا تو نے اس آدمی کو نہ دیکھا جو بندہ کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

ماہ رجب میں عمرہ

رجب میں عمرے ادا کرنے پر گفتگو کرنا باقی ہے۔

اس کا سنت ہونا، بایں طور کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا ہو یا کسی کے لئے اس کا اقرار کیا ہو یا اس کی ترغیب دلائی ہو، تو یہ ثابت نہیں ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں اور حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے حجرے کے پاس بیٹھے

تھے اور آپ کے مسواک کرنے کی آواز کو سن رہے تھے (ابن زبیر کہتے ہیں) میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

اے اماں جان! آپ نے سنا ابو عبد الرحمٰن کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے پوچھا: کیا کہتے ہیں؟

میں نے کہا: یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جن میں سے ایک رجب کے مہینے میں کیا۔

سیّدہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمٰن کی مغفرت فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بھی عمرہ ادا نہیں فرمایا جس میں آپ (ابن عمر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ [۲۵]

حضرت عروہ کہتے ہیں: ابن عمر سنتے رہے اور ہاں، ناں میں کوئی جواب نہ دیا۔ ''المواہب اللدنیہ'' میں اسی طرح ہے۔

یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہم پر دلالت کرتی ہے، چاہے آپ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا (علامہ ابن جوزی ''مشکل الآثار'' میں فرماتے ہیں: ابن عمر کا سکوت دو حال سے خالی نہیں، یا تو آپ نے شک کی بنیاد پر خاموشی اختیار کی، یا بھول جانے کے بعد آپ کو یاد آ گیا تو آپ نے خاموشی کے ذریعے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ اور حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حافظہ بے حد قوی تھا)، کیونکہ ابن عمر اس روایت میں متفرد ہیں اور آپ کا یہ قول شاذ اور منکر ہے صحابہ

---

۲۵ الصحیح للبخاری، جلد: ۳، صفحہ: ۵۹۹، الصحیح للمسلم، جلد: ۲، صفحہ: ۹۱۶

کرام اور ائمہ اعلام میں سے کسی نے بھی اس کی موافقت نہیں کی۔

ہاں: اتنا ضرور مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنائے کعبہ کی تجدید کی اور اسے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق انہیں) بنیادوں پر رکھا تو ستائیسویں رجب سے چند راتیں قبل فراغت ہوئی۔ اور آپ نے فقراء مساکین کے لئے جانور ذبح کئے اور اہل مکہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی تعمیر مکمل ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے عمرہ کریں۔

صحابہ کرام کے اقوال و افعال لوگوں کے لئے حجت ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور مرفوعاً مروی ہے:

ما راہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن۔[۲۶]

جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔

اور اس کی موافقت اس رات کے ساتھ بھی ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور آپ ''قاب قوسین'' کے مقام میں اللہ کے قریب ہوئے۔ اور اہل مکہ کے ماہ رجب کو زیارت کعبہ وغیرہ کے لئے خاص کرنے کی یہی وجہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وسلام علَی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

---

۲۶ المسند للامام احمد، جلد:۱، صفحہ:۳۷۹، المستدرک للحاکم، جلد:۳، صفحہ:۷۸-۷۹، المسند للطیالسی، جلد:۱، صفحہ:۳۳، حلیۃ الاولیاء، جلد:۱، صفحہ:۳۷۵، الاعتقاد للبیھقی، صفحہ:۳۲۲